REGISTERED No. A. 785



M. H. Khan Artist

مستان المطابع پریس لکھنؤ وکٹوریا اسٹریٹ میں باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین ۔۔۔ ایڈیٹر چھپکر شائع ہوا

Dogana Lucknow

قیمت فی پرچہ

مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد وضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لیجاتی ہے

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت مین ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی للعہ سالانہ قیمت لیجائے گی یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہین بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے مین خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہین کر سکتے۔ ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس مین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے مین آپکے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائین اگر اس پرچے کے مضامین آپکے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہون تو پھر ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ ما لخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو اُنھین لازم ہے کہ چھ سالانہ خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالین۔ دام و درم نہین تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائین۔ مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہین سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہین۔ یہان سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہین وہ راستہ مین گم ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہین۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دولتخانے پر نیازمند منیجر خود نہین پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ناخوش کرنا مقصود نہین ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہین کیجاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات واطلاعات کے تحت مین منیجر اودھ پنچ کا نام نہین ہے اُنکے متعلق جملہ خط وکتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اُنکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہین ہین۔

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائین۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن مین نہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہین اُنھین خطوط اور منی آرڈر مین نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

* لطائف حیوۃ کے استعمال کا بہترین زمانہ موسم سرما ہے مفصل اشتہار صفحہ ۲ و ۱۱ کے درمیان کی کشتی مین ملاحظہ ہو۔

جلد ۱۳ نمبر ۱۲

مضامین غیر

۱۰ مارچ ۱۹۲۸ء

نگارستان

(نمبر ۲)

"رقاصہ"

وہی مثل ہے "ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا"۔ حضرت مضمون نگار کی "جدت طرازی" کا جادو اور "حقیقی علم و فضل" کی گت ہے۔ ایسے ایسے ادبی گڑے گائے ہیں کہ پروفیسر بندہ دین اور کالکا جی جیسے گانے والے ہوتے تو اپنی "نرت دھیا" اور "جادو دھیا" بھول جاتے۔ وہی ٹک ٹک ان ٹکڑوں پر دم آتے ترجیب ہیں۔ کو لا سکتے اور گت اکڑے۔ یہ وہ ٹکڑا ناچ ہے جس نے بزم طرب میں ہڑک پیدا کر دیا۔ اور نیاز صاحب نے اس خاص کرنی کی کا ناچ نچوا دیا۔ ت تھئی تت تھئی تت تھئی تھی تت تھئی تا پاؤں۔ کر دت تا تھئی تھئی کر ت ت تھئی تھئی۔ جٹ دھنی پنگ دھا۔ پنگ دھنی دھا۔ پنگ دھنیو دھا۔ دھا تاچند نیا زی بکھر گو جازی۔ پنگ بجا نہ گرازی۔ پنگ دھنیو دھا۔ پنگ دھنیو دھا۔ جنگ دھنیو دھا۔

قسم ہرے کی جان اور زندگی کے بے وقت کی مضمون اس قابل ہے کہ ہر درسگاہ میں پڑھا اور پڑھایا جائے۔ جتنے مولانا علامہ ہیں زہر عرفان ملا دو سب اسے دیکھیں اور پڑھیں تمام دنیا کے علمائے اخلاق و حکمت زندگی بھر اس سے مستفید ہوں اور مرتے وقت وصیت کر جائیں کہ قبر میں یہ کمر ڈکر ہی کو دکھا کے رہ جائیں گے۔ اس مضمون میں "علم و فضل الملائی" کے وہ وہ جلوے دکھائے گئے ہیں۔ حضرت یہ معمولی بات نہیں خانہ اوی کنیزیاں اور تحقیک انھیں دیکھ کے سر ٹوہو نیاز جھکاتے ہیں۔ کان پکڑتے اور خاک چاٹتے ہیں کہ نرت اور جادو تو ہمیں کبھی نہ سوجھے۔ سچ ہے بڑوں کی بڑی بات "نگاہ اولو الغیر پاش دماغ منتظر فرزند خیال عرفان فروش" ہر ایک کا حصہ نہیں ہے

.... پر تو ہر سو شتاب

دیدہ بینا طلب جلوہ نگہ پر ور است

ملاحظہ ہو فرماتے ہیں :-

"اے رقاصہ تو اپنا سیر نہیں رقص کر مجھے منع نہیں کرتا مگر مجھے اپنی محفل سے اٹھ جانے دے کیونکہ تیرے رقص کی برداشت نہیں کر سکتا۔ میری طبیعت بگڑتی ہے۔ اے اصفیہ (؟) لگا۔ میں نہیں رکتا مگر خدا کے لیے مجھے اپنی بزم سے چلا جانے دے کہ میں تیری موسیقی کا حریف نہیں۔ میرا دل بے چین ہوا جاتا ہے۔ لیکن اے مرد رقاصہ "دشمنیہ ہم" تو کیا مانتی ہے ؟"

فقرہ متذکرہ بالا میں ایک جدت طرازی یہ ہے کہ "اپنا" ناچ ناچنے کی فرمائش ہے۔ ایک تھے پنجابی قاضی بیچارے کا تکیہ کلام تھا "جو ہے سو ہے" نکاح پڑھنے بیٹھے تو نوشاہ سے کہنے لگے کہو "آمنت باللہ جو ہے سو ہے۔ وملائکتہ جو ہے سو ہے۔ وکتبہ جو ہے سو ہے۔ ورسلہ جو ہے سو ہے"۔ نوشاہ غریب جاہل یہ سمجھا کہ "جو ہے سو ہے" جزو عبارت ہے کہنے لگا "آمنت باللہ جو ہے سو ہے۔ وملائکتہ جو ہے سو ہے"۔ قاضی صاحب جھلا کے فرمانے لگے "آمنت باللہ جو ہے سو ہے نہیں"۔ نوشاہ نے کہا "آمنت باللہ جو ہے سو ہے نہیں"۔ اب تو قاضی صاحب مارے غصے کے لال ہو گئے کہا "میں جو کہوں جو ہے سو ہے تو نہ کہہ جو ہے سو ہے اور ربّ دی مار تو اپنی گاں انگ میری گاں نہ انگ"۔

منشی جدت طراز یا بدعت نیاز صاحب بھی رقاصہ سے فرماتے ہیں "اپنا رقص کر" دوسری جدت طرازی "اے رقاصہ "شنفیہ ہم" کا ٹکڑا ہے ہم کے معنی ہیں "بھی" یعنی اس رقاصہ کو "شنفیہ ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ ہم لوگ جاہل ہیں اس قسم کی جدت طرازی پر قادر نہیں۔ اس "ہم" کے استعمال کی قدر کوئی تازہ مغل ہی جان سکتا ہے۔ "دال کا پانی ہو جاتی۔ مرغ کی پڑی گچھ نیا ہو"۔ خدا کرے کہ یہ جدت طرازی مقبول انام ہو جیسا "جدت طرازی" تو کیا مانتی ہے ! "یہ تحقیقی ہے۔ اہل زبان کہتا تو یوں "کہ تو کب ماننے والی ہے" یا "تو کیوں سننے لگی" حقیقی علم و فضل یہ ہے کہ "اپنا رقص" کے ساتھ "اپنی محفل" اور "اپنی بزم" کا نکاح جو ہے سو ہے پڑھ دیا ایک "اپنا" اور دو "اپنی" میں ہو گئی طلاق یہ غلطیت صحیح ملا کہ ہم منع کرتے رہے کہ طبیعت بگڑتی ہے۔ میں برداشت نہیں کر سکتا میرا دل بے چین ہوا جاتا ہے مگر تو یہ اٹھوں نے ایک نہ سنی چھاتی پر مونگ دلتے رہے۔ دیدوں کی صفائی دیکھیے کہ وہ "اپنی" اور ایک "اپنا" تو میں معروف رقص و تماشائے رقص۔ مگر کو سے دیے ہے گردنوں کے ڈورے اور کلائیاں جنبش میں ہیں جاتے ہیں کہ میں چلا جاؤں تو مجھے روکنے کی فرصت کسی کو نہیں مگر جاتے نہیں۔

چار سطر کی عبارت میں اتنی خوبیاں ہیں۔ آگے بڑھیے تو اور زیادہ اوصاف دکھائی دیں وادا ! کیا تماشہ خراش ہے کیا لہجہ ہے کیا الفاظ ہیں۔

"جب تو اپنے سانچے میں ڈھلے ہوئے جسم کو کی کشیدہ قامتی اور اپنی قد آدم تصویر کی رعنائی کرے کہ محفل میں کھڑی ہو جاتی ہے تو میں جانتا ہوں کہ اس فتنہ سر کشی۔ اس سحر خوش قامت۔ اس قیامت بلند بالا کو نہ دیکھوں مگر دیکھتا ہوں اور کانپتا ہوں"

یہاں بھی "اپنے" اور "اپنی" کا برخوردار جوڑا موجود ہے رقاصہ چڑیل اپنے ہی سانچے میں ڈھلی ہے یعنی خود ہی اپنا سانچا ہے۔ "لیکر کھڑی ہو جاتی ہے" میں بھی ایک لطیف اشارہ ہے۔ غالباً رقاصہ کوئی ذو معنی ہے اور بچہ ہونے کا جادو تیار ہی ہے۔ وہ تو اپنے سانچے میں ڈھلا ہوا مجسمہ ہے کہ کھڑی ہوتی مگر بوجھ پڑا تماشائی پر وہ آلی زمین کی طرح کانپنے لگا۔

"جب تو اپنی آواز میں ایک دار وفاد بجا ... گی"

ایک سترہم نشیب پیدا کر کے اپنے نغمہ کو بے معنی دل کی سب سے پنہاں رنگ میں ڈبو دی جاتی ہے تو میں چاہتا ہوں کہ اس صدائے بے پناہ کی طرف سے اپنے کان بند کر لوں لیکن ایسا نہیں کر سکتا سنتا ہوں اور سنتا ہوں ۔

اسے کیا بیچارگی ہے خود اپنے سانچے میں ڈھلا ہوا مجسمہ لے کے کھڑی ہو اور بیچارگی کی داد طلب کرے روزِ روشن سے ؟ ۔

خیال رہے کہ سترہم کے حروف اصلیہ ر ح م ہیں جو علت آواز میں پیدا ہوتی ہے کس طرح ؟ "اچھی نشیب پیدا کر کے" اور کس طرح ! رحوم عربی میں اُس عورت کو کہتے ہیں جو جننے کے بعد زچگانے کی بیماری میں مبتلا ہو جائے ۔ باب استفعال کا خاصہ ہے "طلب" لہذا حالت ضرور طالب رحم ہو گی آواز کا ایک نشیب ناکارہ ہو گیا تو دوسرا نشیب بے معنی دل سے بہ نیت تقابل بالمثل لینا مانگنے لگی ۔ اس میں خرابی کیا ہے نشیب تھا نشیب رہا ۔ اسی پر ڈوب گیا کوئی لاکھ نہیں نہیں کرے تو کیا ہوتا ہے ۔ سب سے پنہاں رنگ اس ورطۂ ہلاکت سے بھلا کہاں بچ سکتی ۔

پھر آپ جانئے یہ صدائے بے پناہ جب معنی دل میں ڈوب گئی تو کانوں میں ٹھیٹھیاں دینے سے کوئی فائدہ نہیں ۔ بہرا توپ کی آواز نہیں سنتا مگر اپنے اندرونی اعضا کی گڑگڑاہٹ کی آواز خوب سنتا ہے چنانچہ سننے والے نے کان بند کرنے کا ارادہ کیا پھر فضول سمجھ کے ترک کر دیا ۔ "ترک کر دیا" ہوا اور سنتا گیا ۔ تو آگیا انسان پنچ نشیبی سُروں کی بے پناہ مار سے بچا ہے ۔ کان بھی بند کر دیا تے ہیں ناک بھی ۔ حقیقت یہ ہے کہ حقیقی عالم و فاضل نے حق ادا کر دیا لیکن اے رقاصہ کہیں تو خفا نہ ہو جانا ۔ ابھی تو تیری محفل میں [illegible] آتا ہے تو گاتی جا اپنا بجائے جا ۔ اتنی بے شرمی اُڑائے جا ۔ اہل بزم کی ناک سڑے جا ۔ [illegible] کی جان کھائے جا ۔ وہ مستفید ہوں نہ ہوں نشیب گا ۔

مضمون نگار کا بقیہ حصہ [illegible] رقص سے متعلق ہے ! اصل یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجھے بھی پتہ ہے

یہ فن جناب محقق عالم و فاضل جدت طراز مضمون نگار صاحب کی گرفت میں پڑ گیا ہے ۔ اور حضرت نے علم رقص کے بارے میں خاصا کمال بہم پہنچایا ہے ۔

این سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد نشیب سترہم

عبارت مذکورہ میں اور بھی کئی اعتراض ہیں [illegible] الا بصورت [illegible] مگر ہم خود دوسروں کے الزام سے بچنے کے لیے ان سے تعرض نہیں کرتے ۔ مولانا ہو کے "ناچ" پر انشاء اللہ ہوا اور اسکی تعریف میں دفتر سیاہ کرنا پھر رقاصہ کی ستانہ اداؤں کا مقلد اپنے اندرونی و بیرونی اعضا کو بنا لینا اور محفل [illegible] ہو جانا ہی عبرت کے لیے بہت ہے ۔

اللہ اللہ ایک وہ زمانہ تھا کہ لوگ ناچ رنگ کی صحبت سے اپنے بچوں کو بچاتے تھے کہ مبادا انہیں [illegible] کا مرض نہ ہو جائے ۔ اب بھی ہمارے خاندان کے بعض شرفاء ایسے ملیں گے جو [illegible] اُن کے ساتھ ناچ کی محفل میں نہیں بیٹھتے خود انھوں نے اسکی وجہ بیان کی فرماتے ہیں کہ ناچ کی غرض رذالت ہے

نوٹس [illegible]

عدالت [illegible] صاحب [illegible] مقام [illegible]

مقدمات خفیفہ مقدمہ نمبر ۱۳۰ سنہ ۱۹۳۵ء

چیت رام [illegible]

[illegible] ضلع [illegible]

بنام

مدعا علیہ [illegible]

[illegible] ساکن [illegible] ضلع [illegible]

ہرگاہ کہ [illegible] دعویٰ [illegible] لہٰذا [illegible] حاضر ہو کر [illegible] ورنہ [illegible] غیر حاضری میں سماعت کی جائے گی ۔

آج بتاریخ [illegible] ۱۹۳۵ء میری دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا ۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

وقت حاضری [illegible] بجے سے [illegible] بجے تک

ہیجان خونی ہے ۔ ناچنے والی اپنے اعضا کی جنبش اپنے کمر کولہے کی حرکت سے تماشائی کی حیوانی قوتوں کو ابھارتی ہے اس [illegible] سے ازلی خواہ سرا بھی اور کچھ نہیں تو بدنیتی نگاہ سے سو کر دے [illegible] والے گناہ پر آمادہ ہو جاتا ہے ۔ دیکھنے والے کی آنکھیں اُن اعضا پر جم جاتی ہیں ۔ اگر ناچ کی محفل میں [illegible] کے میرے ساتھ [illegible] اور لوگوں کا [illegible] نظر ایک ہی نقطہ پر ہو گا ۔ ایک ہی شے ہو گی جس پر [illegible] تو وہ ناچ کا ہے کہ [illegible] حرکات کا دیباچہ ہو ۔

اب وہ زمانہ ہے کہ ایک علامہ کا [illegible] برقلم کی رقاصہ کا ناچ رکھا کے چھوٹے چھوٹے بچے [illegible] کو اخلاق کا سبق دینے میں ذرا بھی نہیں جھجکتے ۔

مضمون زیر بحث میں [illegible] علامہ نے [illegible] ہونے [illegible] نگاہ [illegible] ذرے تڑپنے کی اور [illegible] طبعی کمزوری [illegible] کی [illegible] سے ۔ [illegible] بندہ مضمون نگار رقص کو تیری ان حرکتوں سے نام [illegible] کی عبرت دیتی ہے تیل کھلی [illegible]

کمان سے لاؤں گا۔

لعنت ہو کہ اخبار بیچارہ فروش کے ڈالے ہوئے علمی رسالوں کے سوات کمبخت ان بدمذاق قیمتوں کا استقبال نعرہ سے تحسین کے ساتھ کرتے ہیں۔ تم ٹوٹ گئے۔ زمانہ میں کوئی ہو گئیں ہمارا اہم بدمذاقیوں کے انسداد کے حد ہیں۔ مقصد ہے تو نئی کتاب نصیحت نامہ کی ہم طبع تیار نہیں کی ہو رہی ہے صرف ہم کا فرض ہے لہذا ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ آئندہ اس مضمون کے ادبی لطافت سے بحث کریں گے

راقم

کھیل بگاڑ

پرواز دماغی

واللہ حضرت انسان بھی عجیب چیز ہیں خدا نے بفراغت زندگی بسر کرنے کے سامان مہیا کر دیے ہیں۔ جسمانی صحت حاصل ہے۔ حکومت حاصل ہے عزت حاصل ہے۔ وفادار جورو ہے۔ صحیح اولاد ہے بچے درست ہیں ان سامانوں کے ہوتے ہوئے اگر کوئی بے وقت فرصت کے اوقات بیٹھا سوچے بیٹھے کہ پہلے انڈا پیدا ہوا کہ مرغی۔ بیج پیدا ہوا کہ درخت تو بیشک پاگل ہے کیا معنی کہ وہ علم بگھار کے در پے ہے جو فرشتوں کو بھی میسر نہیں۔

سرالیور لاج صاحب بھی اسی جھگڑے کے پیچھے ہیں انھیں فکر ہے کہ روح ایک جوہر ہے اس کا اتصال مادہ کے ساتھ کیونکر ہوتا ہے یہ کس طرح اپنی لطافت کا لبادہ پاس کیے پھیر ایک گھنونے گندے کثیف جسم میں پہنچ جاتی ہے۔ اے حضرت یہ گتھی بڑے بڑوں کے سلجھائے نہ سلجھی خود پیمبروں نے اپنے خلاق سے التجا کی کہ ذرا مردہ زندہ کر کے دکھا دے یہ تماشا دیکھ کے ہمارے دل کو ڈھارس ہو گی۔ وہ اس وقت نو نہیں ہوتیں توقع اور کے بھاگ جائیں۔ مگر وہ اس وقت میں کوئی سا گیا۔ مگر پیمبروں کا دل مطمئن ہوتا ہو انھوں نے مردہ جی اٹھتے دیکھا اپنے

پروردگار کا سجدہ کیا اسکی قدرت کی عظمت دل میں روشن ہوئی لیکن اتصال روح و مادہ کا بھید پھر بھی نہ جان سکے۔ سرالیور لاج خود بھی لطیف مع کثیف جسم کا مجموعہ ہیں جب تک ایک دفعہ روح کا سفر جسم کے پنجرے سے نکل نہ جائے انہیں اتنی بھی خبر نہیں ہو سکتی کہ روح و جسم کا تال میل ہے بھی یا نہیں۔ آخر فلاسفر ہیں اور پیچیدہ بھی تو اسی دھن میں لگے ہوئے تھے۔ غوطہ لگایا اور بہت گہرے گئے مگر ہاتھ کیا لگا ندامت کے ٹھوکے جہالت کی کوڑیاں آخر بیچارے اس بات پر جم بیٹھے کہ روح کوئی شے جسم سے علیحدہ نہیں ہے بلکہ جس طرح کھاری اور ترش چیز کی آمیزش سے جھاگ پیدا ہوتا ہے اسین سے آواز نکلتے ہی بلبلے اٹھتے ہیں اسیطرح ذرات و عناصر کی ترکیب کسی خاص انداز و ترتیب سے ایک چیز بنا دیتی ہے جس کا نام روح رکھ لیا ہے۔ بھئی واہ؟ کیا دور کی کوڑی لائے جانتے ہو

کہ روح چڑیا نہیں جسے کوئی پنجرے میں بند کر کے دکھا دے گا۔ لاؤ انکار کر جاؤ۔ جو لوگ روح کے قائل ہیں بیچارے سٹ پٹا کے رہ جائیں گے پھر بات دب جائے گی۔ ایک طرف تو انکار ہے انکار ہے دوسری جانب روح کے طرفدار ہیں انھوں نے روحوں سے روزانہ ملاقات کرنے کا ڈھچر نکالا۔ آج اسکی روح پکڑ بلائی کل اسکی۔ میزیں اچکتی ہیں ہمارے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ پوشیدہ اسرار ہیں روح کے منکر لاکھ اصرار کرتے ہیں کہ بھائیو ان لوگوں کے دماغ میں خلل ہے اور جو کچھ تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ بھی وہم ہے اپنی فصد کھلواؤ ورنہ پاگل خانے کی ہوا کھانی پڑے گی مگر کون سنتا ہے بڑی بڑی دکانیں روح سے آنکھ مچولا کھیلنے کی کھلی ہوئی ہیں۔ خدا کے فضل سے کام اچھا چل رہا ہے۔

سرالیور لاج ایک ایسے مقام کے رہنے والے ہیں جہاں انکار حقائق کی آندھی زور شور سے

اطلاعنامہ بنام مدعاعلیہ نابالغ ودولی

بعدالت ... مقام ہردوئی ...

مقدمہ نمبر ۲۲ سنہ ۱۹۲۰ء

[illegible]

بنام

جھام سنگھ وغیرہ .... مدعا علیہم

[illegible]

نوٹ۔ [illegible]

[illegible]

سمن بغرض قرار دادامور تنقیح طلب

مقدمہ نمبر ۲۲ سنہ ۱۹۲۰ء

بعدالت ... مقام ہردوئی ...

[illegible]

بنام

جھام سنگھ وغیرہ .... مدعا علیہم

[illegible]

تنبیہ۔ [illegible]

[illegible]

بہل چکی اور مدتوں ٹلتی رہی۔ ماں سے انکار باپ سے انکار رب سے انکار تاریخ سے انکار غضب ہے کہ اُنکے انکاری دماغ میں یہ بات سماتی کہ روح موجود ہے اور وہ جسم سے علیحدہ ہونے کے بعد بھی ایک صورت و وضع رکھتی ہے یعنی انسان کی دو شکلیں ہوتی ہیں ایک روحانی شکل اور ایک عنصری شکل روحانی شکل اور عنصری شکل میں کوئی بڑا فرق نہیں صرف لطافت اور کثافت کا فرق ہے اس روحانی شکل میں بھی ویسے ہی اعضا اور جوارح ہوتے ہیں جیسے کہ عنصری شکل میں پائے جاتے ہیں۔ آنکھ ناک کان ہاتھ پاؤں ڈیل ڈول کسی چیز کی کمی نہیں روحانی شکل کا نام اُنھوں نے "پیکر اثیری" یعنی ایتھر سے بنی ہوئی تصویر رکھا ہے۔ وہ ان دونوں شکلوں کو جسم سے تعبیر کرتے ہیں اچھا صاحب جسم ہی سہی مگر یہ مسئلہ نہ تو جدید ہے نہ خود حضرت کے دماغ سے نکلا ہے آج سے ہزاروں برس پہلے شریعت اسکی توضیح کر چکی ہے۔

موت کے تذکرہ سے جی گھبراتا ہے یہ بی صاحب ایک نہ ایک روز آکے ٹیٹوا دبائیں گی ابھی سے انھیں کون یاد کرے۔ مگر کیا کیجیے کہ اس "پیکر اثیری" کا تعلق زیادہ تر بی موت خانم سے ہے یعنی جسم عنصری سے پیکر اثیری کا دوامی قطع تعلق ہی موت کے نام سے موسوم ہے۔ قطع تعلق کی مشق یعنی ریہرسل تو روز جاری رہتی ہے۔ ایک جھپکی اور پہونچے کہاں؟ قطب شمالی۔ کہاں سے؟ جی لکھنؤ والی محلہ کے ایک کثیف بچھرستان سے۔ یہ کیا تھا؟ اتنی مسافت کیونکر اتنی جلدی قطع ہوئی؟ ہم کیا جانیں ہم تو اپنے پلنگ پر پڑے ہوئے اونگھ رہے تھے۔ خر خر خٹ خٹ کی لطیفی آواز سے پاس بیٹھنے والے اکتا گئے ہیں۔ آخر اُنھوں نے زور سے پلنگ میں ایک ٹھوکر لگائی اور وہ ہوا کا ہوا اِدھر ہم پھر پلنگ پر پہونچ گئے نہ قطب شمالی تھا نہ ہم وہاں پہونچے تو کیا یہ سب سامان ہمارے خیالات نے مہیا کیا تھا۔ یہ وہم ہے یا حقیقت ہے؟

حضرت اعلیٰ سے اختراع کرتے ہیں کہ حقیقت حواس میں صورت کسی شئے کی چھپی ہوئی یا لکھی ہوئی نہیں ہوتی۔ بھلا گڑھی ہوئی یا چھپی ہوئی صورت بھی کہیں زائل ہوتی ہے؟ جو ایسا ہوتا تو پھر ہم کبھی کوئی بات نہ بھولتے۔ دادا جی روز سوتے وقت ناد علی اور آیۃ الکرسی پڑھ کے حصار باندھتی ہیں دونوں چیزیں انھیں برزبان یاد ہیں انھیں یقین ہے کہ بلکہ ان دونوں کے ورد کی وجہ سے وہ ہر بلا سے محفوظ رہتا ہے۔ کل اتفاق سے بڑا سا ماموں سانپ پھنکارا اور اُنکی زیر پائی کے پاس کنڈلی مار کے بیٹھ رہا بس دیکھتے ہی گھگھی بندھ گئی ہزار ہزار یاد کرتی ہیں نہ ناد علی یاد آتی ہے نہ آیت الکرسی ذہن کی کرسی پر آکے بیٹھتی ہے۔ اگر یہ دونوں دل پر چھپی گڑھی ہوتیں تو خوف نہیں خوف کا باپ بھی انھیں بھلا نہ سکتا بیچاری نے ذہن کا ہر ایک گوشہ ہر ایک کونا ڈھونڈھا مگر کھوئی ہوئی چیز نہ ملنا تھی نہ ملی۔ جھک مارتا ہے جو کہتا ہے ؎

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

اہا ہا خوب یاد آیا آئینہ میں جو شکل دکھائی دیتی ہے وہ بھی منقوش نہیں ہوتی وہ بھی چیز کے سامنے سے ہٹتے ہی مٹ جاتی ہے۔ خیر چھوڑو اس کو اور یہ دیکھو کہ جب دیجانب عالم رویا میں قطب شمالی کی سیر کر رہے تھے تو ہم نے دیکھا تھا کہ ایک شیر نے ہم پر حملہ کیا یہ شیر ایک غار میں تھا اسے آنکھوں نے دیکھا قوت مفکرہ نے ایک پھاڑ کھانے والے جانور کا ادراک کیا قوت حافظہ نے اُسکی صورت اور رنگ حواس یاد دلائے کانوں نے اسکی گرج سنی قوت متخیلہ نے یہ سب کچھ دکھایا۔ باور نہ ہو؟ کہ بیداری کی حالت میں کیا ہوتا ہے؟ یہی یا اور کچھ۔ ظاہری حواس بھی اپنا کام کرتے رہتے باطنی حواس بھی۔ خالی نری قوت متخیلہ ہی بیٹھی کرتب نہیں دکھا رہی تھی۔ جاگنا اور سونا دونوں حقیقی ہیں تو ان حالتوں میں جو واقعات گزرتے ہیں اُن کا حقیقی ہونا بھی ضروری ہے۔ یہ دونوں حالتیں حضرت انسان ہی پر طاری ہوتی ہیں۔ ایک کو حقیقی اور دوسری کو خیالی قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں۔ بنا بریں ہمارے لیے کوئی چارہ باقی نہیں رہتا بجز اسکے کہ ہم دو ہرے جسم والے بن جائیں یعنی یہ مان لیں کہ ہم دو جسموں سے مرکب ہیں۔ خواب کی حالتیں ایک جسم سے دوسرا جسم عارضی طور پر جدا ہو جاتا ہے اس جسم کا نام پیکر اثیری رکھیے یا جسم مثالی (بلسان اہل حکمت و شریعت) یہ جسم اثیری اپنی لطافت کی وجہ سے جسم عنصری پر غالب ہے اسکے خواص عجیب ہیں۔ مگر ہم اس محل پر اُنکی تفصیل نہ کریں گے پھر کبھی دیکھا جائے گا۔

سر الیور لاج کے پاس غالباً روز خیر و حکمت اکبر کا موجود نہیں جو ہمارے پاس ہے ورنہ انھیں علم ہوتا کہ موت درحقیقت ایک ترقی کا نام ہے جو شخص عنصری زندگی میں اس ترقی سے کراہت رکھتا ہے اُسکی روح مضطرب رہتی ہے وہ گویا نسیم جاودانی کی لذت سے دور بھاگتا ہے مگر بھاگ کے مکان میں نہیں اس پیکر لطیف کا دوامی انفصال پیکر کثیف سے ضرور ایک دن ہوگا۔ اسے قید سے رہائی کا دن سمجھنا چاہیے مرحوم انشاءاللہ خان کہتے ہیں ؎

ذرا خوب ہوگئے تم تشنۂ آہ — مسکنے بہشت برین می اگر یہ
پڑے رہتے ہیں شادمان کو آو — کبھی اس خیز کبھی اس خیز

اس میں کی عقل ماری گئی ہے وہ کہتے ہیں ایک ہی جگہ میں دو جسم کیونکر گھس گئے۔ تداخل اجسام تو محال ہے مگر یہ کہنے کے وہ خود ہی اپنے تجربات کی دھن میں تھا بندھے ہیں کیا معنی کہ اس اعتراض سے وہ مسئلہ جذب و انجذاب کسر و انکسار و حرارت کی جھلکی کرتے ہیں۔ ان دونوں کی کیفیت باوجود مصاحب یکدیگر ہونے کے متغائر ایک لطیف ہے دوسرا کثیف ہے ایک حال ہے دوسرا محل ہے کثافت میں لطافت بھری ہوئی ہے۔ پھول کے خول میں بو ابھری ہوئی ہے۔ آئینہ میں سے برق نکلتا ہے یہ آخر کہاں تھا یہ بھی تو جسم رکھتا ہے۔ آخر متخیلہ صورتیں کس ملک میں بستی ہیں کیا



رخصتی تحفہ

غلامان خاص:- اے سائمن صاحب تم تو جاتے ہو ہمیں کیا دے چلے؟

سر سائمن:- لو یہ گانجے کی کلی سر کرو اور سرور ہو۔ بالفعل تو یہی ہے آئندہ دیکھا جائے گا؟

زمین میں ؟ وہ اتنا بڑا ہمالیہ پہاڑ اور شخص سے زمین میں گھس گیا۔ تو بھلا جہان میں موجود ہوگی؟ مگر اس حالت میں لازم ہے کہ صاحب حس سلیم کو نظر آئیں۔ ان کو معدوم کہہ نہیں سکتے وہ تو ایک شکل و وضع رکھتی ہیں اُن میں ایک کی دوسرے سے تمیز کی جا سکتی ہے بہ حسوس ہیں معقول نہیں۔ ان صورتوں میں یہ کلیہ ہرگز منطبق نہیں ہوتا۔ کہ اگر ایک جسم دوسرے جسم میں داخل ہو تو جگہ زیادہ گھر جائے گی۔

زمان کا ایک بعد  تمکنیں بعد

اور یہ دو برابر کے کعبت جسم ہیں ان میں سے ایک کا ہر گوشہ دوسرے گوشے میں پیوست ہونے پر وہاں جگہ گھیرے گا مگر جب ایک کعبت ہے اور دوسرا لطیف ایک حال ہے دوسرا محل تو ایک کا دوسرے میں جذب ہونا اور زیادہ جگہ نہ لینا اسی طرح ممکن ہے جس طرح پانی میں شکر گھل جاتی ہے اور پانی کا حجم بجائے خود نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے۔ سر الیور لاج کے دماغ میں مادیین کی بنائی ہوئی ننات کی کانفرنس۔ جو اس نظام خاص کے گھسی ہوئی ہے اس وجہ سے وہ چاہتے ہیں کہ جسم اثیری کا جسم عنصری میں داخلہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ بھلا الیور لاج! مادیین کی تیار کی ہوئی بچے کی عینک سے یہ کھیل سمجھائی دے گا اسکے مشاہدہ کے واسطے سترہ ماکی آنکھیں درکار ہیں۔ ان گرشتہ نشین خاصان خدا کی تعلیم جن کے بارے میں کہا گیا ہے:۔

اہانی اورها صاحبتہ بالمحل الاعلی

جن ارواح کا تعلق اُس کارخانے سے ہے جو اس محل اعلےٰ ومقدس سے سروکار نہیں رکھتا اور جس میں بے عقل و شعور ننات خود بخود جیسی شکل اختیار کرنا چاہتے ہیں اختیار کر لیتے ہیں کسی سے پوچھتے نہیں۔ جنکی تالیف و ترتیب کے واسطے کسی جداگانہ کوکب یا منظم کی ضرورت نہیں وہ یہ کھیل بھلا کیونکر دیکھیں ابھی یہ کھیل

اُس ہستی مطلق کا ہے جسکا مظہر ہے اکمل شیخ خلفاء و مقتدر جس نے اس خیال اس (عالم قریب) اور قسم اس (عالم ترتیب) کو پیدا کیا ہے۔ بھلا یکا حش سے منہ نہ موڑو۔ خواب کی حالت پر غور کرو جس طرح جسم اثیری لندن کی سیر میں مشغول تھا اور ایک دھماکا ہوتے ہی رفتہ اپنے جسم عنصری سے ہم آغوش ہو گیا اُسی طرح ابتدائے آفرینش آتما اپنے چھوٹے سے قالب میں داخل ہو گئی۔ اب تم بڑے ہو سمجھدار ہو روزانہ خواب کی حالت تم پر طاری ہوتی ہے اور تم نہیں سمجھتے کہ کیا ہوا تو بھلا ماں کے پیٹ میں اس اتصال روح و مادہ کا قضیہ تمھاری سمجھ میں کیونکر آ سکتا ہے۔ تمھارے اس بیان پر بعض ناواقف ہندوستانی اخبار نویس متعجب ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ تم نے بڑا چھا اور مارا بڑی دور کی کوڑی لائے مگر ہمارے نزدیک یہ ایک پرانی فرسودہ بات ہے جس پر صدہا کتابیں لکھی جا چکیں۔ کچھ دنوں ہم سے سیکھو تو تمام اشتباہ یقین سے بدل جائے۔

اور بھی ماہدولت و علم و اقبال و معرفت یعنی حضرت شیخ مدظلنا العالی بڑی چیز ہیں غنیمت سمجھو۔ سیکھ پوچھ پیٹ سے نکل آنے کے بعد پیدائش کے بھید دن کا کھوج لگانا کیسا تمھیں بھی پر کیوں نہ ہو گا؟

راقم

فلاسفہ

انجمن عقد بیوگان سیتاپور

اس نام کی ایک انجمن مدت سے قائم ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ کچھ کام بھی کرتی ہے پہلے اس کے سکریٹری ہمارے دوست مسٹر سید محسن مرزا پرنسپل انٹرمیڈیٹ کالج کپورتھلہ (پنجاب) تھے اب سید ریاست حسین صاحب جعفری ہیں۔ ایک سہ سالہ رپورٹ اور دو پمفلٹ ہمارے پاس بھیجے گئے ہیں کہ ہم اس بابت میں کچھ لکھیں۔ ہندوستان کے مسلمان انگریزی روش بھوڑنے کے جب تک

کسی قدر بھی زیادہ بڑے نہ تھے جو سادہ روش مسلمانوں کو شریعت نے سکھائی ہے وہ خسرو شیر دونوں حالتوں میں آسائش و راحت پہنچانے والی ہے بیوہ عورت اپنے شوہر کے انتخاب اور عقد کے باب میں آزاد ہے شرع آزاد ہے بیان کا عرف اور رواج تھا اسکا مخالف رواج کے پیچھے میں گردن پھنسی اور بے طرح پھنسی مال تال تھے نہیں اور بیوہ دن کا دھارا اسم میں بندھا ہوا ہے خود ہی بیچاریاں خوش ہیں نہ بیوہ پرور بزرگ خاندان صاحب۔ اگر گھر میں چوپڑی چپڑی فراغت سے میسر ہے تب بھی خوشحالی و اطمینان کی جنس مفقود رہا کہ شادی طلب چہرہ زرد دار ہے اندر دنی رنج کی جھلک نمایاں نہیں ہونے دیتا مگر دیکھنے والوں کا دل اتنا بھولا نہیں ہو سکتا کہ کسی عزیز کی اُجڑی ہوئی مانگ دیکھ کے دلی ایذا کا اندازہ نہ کر سکتا ہو۔ ہر لحظہ کلیجوں پر برچھیاں لگتی ہیں اور دیکھنے والے سہتے ہیں۔ اسی خزاں رسیدہ چمن کے نظارے میں زندگی دوبھر کی تیر ہوتی ہے۔ اور اگر گھر میں کھانے دانے کے عوض طالع خوابی فضل آکی ہوا گر ہے تو پھر ان ماندوں کی ایذا حد سے بہت بڑھ جاتی ہے ان پمفلٹوں میں اس موضوع پر عمدہ مضامین درج ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک عقد بیوگان سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ عقد ثانی کی تذلیل سے زن و مرد کی زبان باز رکھی جائے۔ اگر رضامند ہو بیوہ باہمت جو بیوہ صبر نہیں کر سکتی وہ پوشیدہ زنا پر گزر کر لیتی ہے۔ ادھر اپنے نکاح کیا ادھر نگاہوں سے گری۔ نگاہوں سے گری اور دین دنیا سے گئی۔ اول تو شہاگنیں آمنا سامنا کرتی نہیں اور جو سامنا ہو بھی گیا تو اشارے اور کنایے طعن وتشنیع کے وہ چبھتے پڑتے ہیں کہ غریب کا سینہ چھلنی ہو جاتا ہے سسرالکے دسترخوان پر اسکا گزر نہیں ہو سکتا۔ اسکے شوہر ثانی صاحب جزو خاندان نہیں سمجھے جاتے۔ ان مصائب کے خیال سے بہت سی بیوائیں عقد کی جرأت نہیں کرتیں اور وہ سمجھتی ہیں کہ مقدر میں جو لکھا تھا ہو گیا اب جتنے دن کی زندگی ہے اُسے تجرد میں بسر کرو۔ بھلا دیکھیے تو سہی یہ شرعاً جائز باعث کی توہین و تذلیل

نہین تو اور کیا ہے ۔ احکام شرع کا ادب نہ کرنے کے بعد مسلمان ہونے کا دعویٰ قابل قبول نہین ۔ اس تبدیل کی ذمہ داری مردون کی بہ نسبت سہاگن عورتون پر زیادہ عاید ہوتی ہے جو اپنی یکہ بہادری پر تفاخر و ناز کرتے کرتے بیواؤن کی جان پر عذاب نازل کرتی رہتی ہین ۔ اگر ان عورتون کی ذہنی اصلاح ہوئی تو پھر کوئی کوشش بیکار نہ ہوگی ۔ بہر حال دعا ہے کہ انھین کے مساعی مین برکت ہو ۔ مگر برکت بھی ۔ زر نقد ہی سے ہو ۔ لہٰذا ہم بعض اہل دل نسیحت آمیز اپنے خرچ سے چھپوا کے تقسیم کر رہے ہین ۔ قوم سنو نہین پھر یہ بیوہ کا سہاگ کب تک ؟

اللہ بچائے اس قوم سے جو اپنے عمدہ شعار چھوڑ کے دوسرون کے برے رواجون پر گرویدہ رہتی ہے ۔ اعتدال اور میانہ روی اسلام کا خاص ضابطہ ہے جہان ہر بات مین مبالغہ نظر آتا ہے پردہ ہوگا تو وہ گھرا کہ ابھی بغیر پردہ بیچارے گھر مین نہ آئے ۔ بے پردگی ہوگی تو ایسی کہ بیگم صاحب کو جرنا ٹوپی یا جانگیا کنٹوپ پہنا کے صاحب بہادر تھیٹرون میں لے جائین گے ۔ اور دوستون کے ہاتھ میں ہاتھ دے کے ناچ نچوائین گے ۔ اخبار قومی مصالح پر جان و مال قربان کرتے ہین اسکی پیروی ہماری قوم نہین کرتی ان دوسرون کی بری باتون پر گرویدہ رہتی ہے ایسی حالت مین برکت کی دعا ! فقط

مثل مشہور ہے " اللہ میان اپنے ۔۔۔۔ کو خشکا کھلاتے ہین " اسکا تجربہ ان انگریزون کو خوب ہو چکا ہے جو ہندوستان مین براج رہے ہین ۔

سائمن صاحب خشکا نوش فرما کے چلتے ہوئے ۔ اب بھائی بٹلر صاحب ریاستون مین خشکا کھاتے پھرتے ہین چند روز ادھر آپ حیدر آباد دکن گئے تھے یہان خشکا اڑا رہے تھے اب آپ علمت رزور

بھی شریک تھے ۔ کہنے لگے کہ شکر خدا کا جنھون نے بھی مجھ پر مہربانی کی ۔ اس مذہب کی بہت سی باتین امریکہ والون کو مرغوب ہین ۔ ہان بھائی پینا کیسے ترک کیا گئے ۔ مذہب پسند کے قابل ہے تو بسم اللہ ور نہ کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست ۔ ایک شتا نکلا جارہے ۔ مگر دوست پہ تو کچھ کھسیانی ہنسی ہے ۔ دفعتہً حسین آباد مین یکہ شنی کی جگہ خالی ہوئی ہے



" اے بی تتلی تم جیسا انڈا چھوڑ کے جاتی ہو ویسا ہی یہ ہوگا ۔ کیڑا اندر ہی اندر پر پرزے نکال رہا ہے "

(لارڈ اردن کا جواب اور سر سائمن کا پیام ۲۱ مارچ ۱۹۳۰ء)

المختصرات

غریب ۔ کے نام سے ایک ہفتہ وار ہندی پرچہ نکلا ہے ۔ مقام اشاعت لکھنؤ شریف ہے جہان سست اور کاہل لوگ آباد ہین ۔

ہماری عادت ہے بے جانی ہر ایک چیز سے آرام نہیں کرتے مگر مقصد معلوم ہو گیا کہ غریب مزدورون کی حمایت مقصود ہے ۔ یہ مسئلہ دنیا مین رواج وقت ہے لہٰذا بجز تحسین کے چارہ ہی کیا ہے ۔ مرحبا جب تک اسے کوئی ہندی پڑھا ہوا ملیگا تو مفت دیا جائے گا ۔ ابھی چند دن تک جاری ہوئی ہے اسکے ایڈیٹر ہین ۔

کشمیر جنت نظیر مین بشمشۂ زعفران اور مشک بو خشکا پھیر رہے ہین ۔ چائے بھی ضرور ہوگی کیا معنی کہ یہ ایک مسکن اور دافع آنجاب چیز ہے ۔ اور مروت مل گیا تو وہ پھر تو قوت بھی پیدا ہوگی بھوکے نے ان کے واسطے ایسا بے نظیر مقام انتخاب کیا ہے کہ سائمن صاحب کو رشک ہوا ہوگا ۔ بی لوہارانی کی خدمت ہوئی ۔ قریب مین ایک مرکز بنایا

محمد علی شاہ مرحوم کی اولاد مین سے معلوم نہین کتنے آدمیون نے تقرر کی درخواست دی ۔ امید وارون مین بہی استاد قدر نواب مسعود علی مرزا بی اے کا نام اعتبار حسب و نسب زیادہ مرجح نظر آتا ہے ۔ وہ صرف ایک نوجوان گریجویٹ ہونے کے علاوہ کوئی آمدنی بھی رکھتے ہین ۔ مگر خدا کی عنایت سے لکھنؤ کے اوقاف مین خالی کو دخل دینے کا حق نہین ۔ اطمینان جیسا ہو بیٹی بچائے

مشہور عالم دواخانہ معدن الادویہ کی تیار کردہ تیر بہدف ادویہ

طلائے مظفر نیونک

انچہ در ماہی سقنقور بست
نعت آن ورد روغن حصبہ [illegible]
اعضائے رئیسہ اعصاب کو طاقت پہنچانے میں
دوا بہت مشہور ہے۔ معدہ و جگر کو طاقت [illegible]
کرتا ہے۔ قوت مردی کی نایاب دوا ہے جسکی
تعریف حد تحسین سے باہر ہے۔ ایک [illegible]
حبیب کا قول ہے کہ شوہر ختم کیا گیا [illegible]
اگر ماہی سقنقور نہ ہو تو دنیا میں کوئی
دوا ہے تو یہی [illegible] ہے۔ [illegible]
سرعت و رقت کے مرض کو دور کرتی ہے

قیمت فی بکس

۳۰ خوراک (۵ روپیہ)

بالحجم عنبری دو آتشہ خاص الخاص

یہ دوا [illegible] تیار کیا گیا ہے
[illegible] ہندوستان میں شہرت ہے [illegible]
[illegible] تیار [illegible] دواخانہ نے خاص طور پر
تیار کیا ہے [illegible]
ادویات سے مثل مشک عنبر تازہ [illegible]
تیار کیا گیا ہے مقوی اعضائے رئیسہ [illegible]
[illegible] کمزوری کو دور کرنے والا [illegible]
دماغ [illegible] گردہ و مثانہ کو تقویت بخشتا ہے
ہے قوت مردی کو بڑھانے والا اور مسک ہے رقت
و سرعت وغیرہ کو دور کرتا ہے۔

فی بوتل پانچ روپیہ (صہ)

تین بوتل کے خریدار کو ایک گلاس [illegible] مفت

طلائے مسیحی

اعصاب کی تقویت میں بینظیر ہے [illegible]
طاقت کو واپس لاتا ہے جن لوگوں نے
اپنے ہاتھ سے اپنی قوت زائل کی ہو یا
کسی وجہ سے خلاف فطرت افعال کی [illegible]
سے رگیں خراب ہو گئی ہوں انکے واسطے
حکم اکسیر رکھتا ہے تھوڑے عرصہ میں
اپنا فائدہ دکھاتا ہے۔ مایوسوں کی
امید کو بر لاتا ہے اور معمولی شکایتوں
میں تو وہ اثر دکھاتا ہے اور ایسی طاقت
بخشتا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔

قیمت فی شیشی

آٹھ روپیہ (للعہ)

حب یاقوت مقوی و مسک

طاقت و توانائی پیدا کرنے کی نایاب دوا ہے جسکا مثل
و نظیر ملنا مشکل ہے قوت مردی کے اضافہ کرنے میں
بینظیر ہے خون کو بڑھاتی اور حرارت اصلی میں ہیجان
پیدا کرتی ہے۔ جریان و حرارت و رقت۔ بدخوابی کی
کثرت کو دور کرتی ہے مایوسوں نوٹا امیدوں کی
امید کو بر لاتی ہے بڈھوں کو لطف شباب جوانوں کی
طاقت میں تیزی پیدا کرتی ہے آجتک سیکڑوں
نامراد اور برسوں کے مایوس اصلاح [illegible] یاب
ہو چکے ہیں۔ اگر باقاعدہ طریقہ پر پوری [illegible]
کی جائے تو قوت [illegible] میں بھی خاصی افزونی ہو

قیمت فی بکس ۴۰ خوراک مع

محصولڈاک پانچ روپیہ (صہ)

ہر قسم کا طبی مشورہ دواخانہ معدن الادویہ کی مجلس اطباء سے مفت حاصل ہو سکتا ہے صرف جوابی ٹکٹ درکار ہے

فرمائش کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجئے | منیجر دواخانہ معدن الادویہ گولہ گنج [illegible] لکھنؤ | فہرست کلاں مفت طلب فرمایئے

نایاب اور بیش بہا تحفہ

جناب سید مظفر [illegible] صاحب [illegible] بینظیر تحریر فرماتے ہیں
[illegible] جنگ کی ضرورت کو محسوس کر [illegible]
[illegible] نواب صاحب [illegible]
[illegible]
[illegible] مفید [illegible]
[illegible] خاص اکسیر [illegible]
[illegible] ضرورت [illegible] سے دوست
[illegible]
[illegible] جنتی [illegible] مفت۔
تین شیشی کے خریدار کو محصول معاف

المشتہر حکیم سید نعیم نواب بیت الشفاء گیا (بہار)

سچا ہمدم و دلی دوست

جب آپ کی طبیعت ناساز ہو [illegible]
اور خون کی خرابی [illegible] زندگی بیزار ہو [illegible]
[illegible] حالت میں سچے ہمدم کا کام [illegible]
[illegible] دلی دوست ہونے کا ثبوت
دیں گی ایک دفعہ ضرور تجربہ کریں قیمت فی ڈبیہ
[illegible] چار روپیہ (للعہ)
وید شاستری جام نگر کاٹھیاوار
ایجنٹ امرچند [illegible] چوک لکھنؤ

پری مہک تیل

دماغ کی راحت [illegible] خوشبودار [illegible]
بالوں کو [illegible]
[illegible] ڈاکٹروں اور حکیموں نے
سرٹیفکیٹ دئیے ہیں [illegible] دماغی کام کرنے والے [illegible]
[illegible]
[illegible] ایک روپیہ [illegible] شیشی کی قیمت [illegible]
نمونہ کی شیشی قیمت [illegible] محصول [illegible]
[illegible] روز [illegible] نہیں۔
منگایئے اور آزمائش کیجئے
المشتہر [illegible]

مختار احمد بیری مرچنٹ موجد
پری مہک تیل [illegible] لکھنؤ [illegible]
[illegible]
[illegible] قیمت فی [illegible] محصول [illegible]

مجلدات اودھ پنچ ۲۷-۱۹۲۹ء

مُردوں کو زندہ کرنے والے دل کو تازہ کرنے والے سیاسی ادبی
اخلاقی مضامین اور کارٹونوں کا مجموعہ خزانہ کتب میں محفوظ
رکھنے کے قابل۔ قیمت فی جلد [illegible] مع محصول۔
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو: کھانسی، ہیضہ، دمہ، پیٹ کے درد [illegible] دست [illegible] جی متلانا [illegible] فائدہ کرتی ہے
خوش [illegible] دوائی [illegible] چند قطرے [illegible] کر دینے سے [illegible]
اثر کرتے ہیں۔ قیمت [illegible] سب جگہ بکتا ہے۔

دود گنج کیسری: کمزوری [illegible] کے بڑھے کم کرنے والی لاثانی دوا قیمت [illegible]

بال سدھا: [illegible] کمزوری کو دور کرکے [illegible] [illegible] قیمت [illegible]

اپنے شہر کے دوا فروشوں سے طلب کرو

سول ایجنٹ برائے دہلی پنجاب | بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی

سول ایجنٹ امرچند لکھنؤ

ہمارے یہاں کے سول ایجنٹ [illegible] لکھنؤ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے بیچ بیچ ہوا بن گرہ لگا لی

اور

ایک گراموفون کیطرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گئے گئے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد بتائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال ہوتا ہے

جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور ان کے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا لوگی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین انہی نے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سر کلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے ہموزو سمجھ لیتے کے اب جو کہ نہایت صاف دستے ... کتابین لکھ دیے گئے اسیطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا و خود ایک سطور ... اسانی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر شاہی کا طریقہ ... آپ اس کتاب مین پائینگے۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادون کا طریقہ ... مین موجود ہے قیمت پانچ روپیہ

حصہ اول کی قیمت فی جلد۔ محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

لطف حلوۃ کے استعمال کا بہترین زمانہ موسم سرما ہے۔ صفحہ ۲ و ۱۱ کے درمیان پشتی پر اشتہار ملاحظہ ہو۔